ابوسفیان تائب

سیدنا ابوعبیدہ ابن جرّاح رضی اللہ عنہ

(امین الامۃ، فاتح شام)

حضور نبی کریم ﷺ کا ارشاد مبارک ہے: '' لِکُلِّ اُمّۃ امین، و امین ھٰذہ الامۃ ابو عبیدہ ابن جرّاح . ''
''ہر امت کا ایک امین ہوتا ہے اور اس امت کے امین حضرت ابوعبیدہ (رضی اللہ عنہ) ابن جرّاح ہیں''۔ (بخاری و مسلم)

حضرت حسن بصریؒ مرسلاً روایت فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے خطاب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''تم میں سے ہر شخص ایسا ہے کہ میں چاہوں تو اس کے اخلاق میں کسی نہ کسی بات کو میں قابل اعتراض قرار دے سکتا ہوں سوائے ابوعبیدہ (رضی اللہ عنہ) کے۔ (مستدرک الحاکم، ج ۳، ص ۲۶۶)

سیدنا ابوعبیدہ ابن جرّاح رضی اللہ عنہ، حضور اقدس ﷺ کے ان جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے ہیں جن کی ذات ِ گرامی اس دور کے تمام اعلیٰ فضائل و مناقب کا مجموعہ تھی۔ سابقین اوّلین میں سے ہیں اور اس وقت اسلام لے آئے تھے، جب مسلمانوں کی تعداد انگلیوں پر گنی جا سکتی تھی۔ آپ ان دس خوش نصیب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے ہیں جن کو عشرہ مبشرہ کہا جاتا ہے اور جن کو خود سرکار دوعالم ﷺ نے جنتی ہونے کی بشارت دی تھی۔ آپ کا شمار ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں بھی ہے جنہیں دو مرتبہ ہجرت کی سعادت حاصل ہوئی۔ پہلی بار آپ نے حبشہ کی طرف ہجرت فرمائی اور دوسری بار مدینہ منورہ کی طرف۔ حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ آپ غزوات میں ہمیشہ نہ صرف شامل رہے، بلکہ ہر موقع پر اپنی جانبازی، عشقِ رسول اور اطاعت و اتباع کے انمٹ نقش قائم فرمائے۔ غزوہ بدر کے موقع پر ان کے والد کفار مکہ کے ساتھ مسلمانوں سے لڑنے کے لیے آئے تھے اور جنگ کے دوران اپنے بیٹے (سیدنا ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ) کو نہ صرف تلاش کرتے تھے بلکہ اس فکر میں رہتے تھے کہ کسی طرح ان سے آمنا سامنا ہو جائے۔ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ اگرچہ اپنے والد کے کفر سے بیزار تھے' لیکن یہ پسند نہ کرتے تھے کہ ان پر اپنے ہاتھ سے تلوار اٹھانی پڑے' اس لیے جب کبھی وہ سامنے آ کر مقابلہ کرنا چاہتے تو یہ کترا جاتے لیکن باپ نے ان کا پیچھا نہ چھوڑا اور بالآخر انہیں مقابلہ کرنا ہی پڑا اور جب باپ اور بیٹا مقابل ہوئے تو اللہ تعالیٰ سے جو رشتہ قائم تھا، اس کی راہ میں حائل ہونے والا ہر رشتہ ٹوٹ چکا تھا۔ باپ اور بیٹے کے درمیان تلوار چلی اور ایمان کفر پر غالب آ گیا۔ باپ بیٹے کے ہاتھوں قتل ہو چکا تھا۔ (الاصابہ للحافظ ابن حجر۔ ج دوم)

غزوہ اُحد میں جب کفار کے ناگہانی ہلّے میں سرکار دوعالم ﷺ کے مغفر کے دو حلقے آپ ﷺ کے رخسار مبارک کے اندر گھس گئے تو حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے انہیں اپنے دانتوں سے پکڑ کر نکالا۔ یہاں تک کہ اس کش مکش میں حضرت

ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کے سامنے کے دو دانت گر گئے۔ دانت گر جانے سے چہرے کی خوش نمائی میں فرق آ جانا چاہیے تھا' لیکن دیکھنے والوں کا بیان ہے کہ ان کے دانتوں کے گرنے سے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کے حُسن میں کمی آنے کے بجائے اور اضافہ ہو گیا تھا۔ لوگ کہتے تھے کہ کوئی شخص جس کے سامنے کے دانت گرے ہوئے ہوں حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ سے زیادہ حسین نہیں دیکھا گیا۔ (مستدرک الحاکم)

جب یمن کے لوگ مسلمان ہوئے اور انہوں نے اپنے درمیان کوئی معلم بھیجنے کی درخواست کی تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوعبیدہ ابن جرّاح رضی اللہ عنہ کے دونوں ہاتھ پکڑ کر فرمایا ''ھذا امین ھذہ الامۃ'' (یہ اس امت کے امین ہیں) اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد تو صحیحین میں مروی ہے کہ: '' لِکُلِّ اُمّۃ امین، و امین ھذہ الامۃ ابو عبیدہ ابن جرّاح'' (''ہر امت کا ایک امین ہوتا ہے، اور اس امت کے امین حضرت ابوعبیدہ ابن جرّاح ہیں''۔) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم میں سب سے زیادہ محبوب کون تھے؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ ''ابوبکر رضی اللہ عنہ''۔ پوچھا گیا کہ ان کے بعد کون؟ فرمایا ''عمر رضی اللہ عنہ''۔ پھر پوچھا گیا کہ ان کے بعد کون؟ اس کے جواب میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ''ابوعبیدہ ابن جرّاح رضی اللہ عنہ''۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد جب سقیفۂ بنی ساعدہ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجتماع ہوا اور خلافت کی بات چلی تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے خلافت کے لیے دو نام پیش فرمائے۔ ایک حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اور دوسرے حضرت ابوعبیدہ ابن جرّاح رضی اللہ عنہ کا۔ لیکن صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی موجودگی میں کسی اور پر اتفاق ہونے کا سوال ہی نہ تھا، مسلمان آپ ہی پر متفق ہوئے لیکن اس موقع پر حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کا نام سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی طرف سے پیش ہونا واضح کرتا ہے کہ جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی نگاہ میں آپ کا مقام کیا تھا؟

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنے عہد خلافت میں شام کی مہمات حضرت ابوعبیدہ ابن جرّاح رضی اللہ عنہ ہی کے سپرد فرمائی تھیں۔ چنانچہ اردن اور شام کا بیش تر علاقہ آپ ہی کے مبارک ہاتھوں سے فتح ہوا۔ غزوہ یرموک کے موقع پر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو عراق سے شام بھیجا تو اس وقت حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو شام کی مہمات کا امیر بنا دیا تھا، لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے عہد خلافت کے آغاز ہی میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو امارت سے معزول کر کے حضرت ابوعبیدہ ابن جرّاح رضی اللہ عنہ کو ہی امیر بنا دیا اور پھر سارا شام آپ کی سرکردگی میں فتح ہوا۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ آپ کی ماتحتی میں شریکِ جہاد رہے اور آپ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف سے شام کے گورنر کے فرائض بھی انجام دیئے۔ شام کا خطہ اپنی زرخیزی، آب و ہوا اور قدرتی مناظر کے لحاظ سے عرب کے صحرانشینوں کے لیے ایک جنتِ ارضی سے کم نہ تھا۔ دوسری طرف یہاں اس وقت کے لحاظ سے انتہائی متمدّن تہذیب یعنی رومی تہذیب کا دور دورہ تھا، لیکن ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض صحبت سے جو انمٹ رنگ اپنے قلب و دماغ پر چڑھا لیا تھا، اس میں وہ اس قدر پختہ تھے کہ شام کی رنگینیاں ان کے زہد و قناعت، دنیا بیزاری اور آخرت کی ہمہ وقتی فکر پر ذرّہ برابر اثر انداز نہ ہو سکیں۔ اس بات کا

اندازہ حضرت ابوعبیدہ ابن جرّاح رضی اللہ عنہ کے اس واقعے سے ہوگا۔

حضرت ابوعبیدہ ابن جرّاح رضی اللہ عنہ شام کے گورنر تھے تو اسی زمانے میں امیر المومنین سیدنا حضرت عمر رضی اللہ عنہ شام کے دورے پر تشریف لائے، ایک دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا کہ: ''مجھے گھر لے چلئے''۔ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ جواب دیا کہ: ''آپ میرے گھر میں کیا کریں گے؟ وہاں آپ کو شاید میری حالت پر آنکھیں نچوڑنے کے سوا کچھ حاصل نہ ہو''۔ لیکن جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اصرار فرمایا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اپنے گھر لے گئے۔ جب گھر میں داخل ہوئے تو وہاں کوئی سامان ہی نظر نہ آیا' گھر ہر قسم کے سامان سے خالی تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حیران ہو کر پوچھا ''آپ کا سامان کہاں ہے؟ یہاں تو بس ایک نمدہ، ایک پیالہ، ایک مشکیزہ نظر آرہا ہے، آپ امیر شام ہیں، آپ کے پاس کھانے کی بھی کوئی چیز ہے؟'' یہ سن کر حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ ایک طاق کی طرف بڑھے اور وہاں سے روٹی کے کچھ ٹکڑے اٹھالائے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ دیکھا تو رو پڑے۔ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''امیر المؤمنین! میں نے تو پہلے ہی آپ سے کہا تھا کہ آپ میری حالت پر آنکھیں نچوڑیں گے بات دراصل یہ ہے کہ انسان کے لیے اتنا اثاثہ کافی ہے جو اسے اپنی خواب گاہ (قبر) تک پہنچادے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''ابوعبیدہ! دنیا نے ہم سب کو بدل دیا' مگر تمہیں نہیں بدل سکی''۔ اللہ اکبر! وہ ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ جس کے نام سے قیصرِ روم کی عظیم طاقت وسلطنت لرزہ براندام تھی، جس کے ہاتھوں روم کے عظیم الشان قلعے فتح ہو رہے تھے اور جس کے قدموں پر روزانہ رومی مال ودولت کے خزانے ڈھیر ہوتے تھے، وہ روٹی کے سوکھے ٹکڑوں پر زندگی بسر کر رہا تھا...... دنیا کی حقیقت کو اچھی طرح سمجھ کر اسے اتنا ذلیل ورسوا کسی نے کیا تو وہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے یہی جاں نثار تھے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ آپ کے اتنے قدردان تھے کہ ایک مرتبہ جب اپنے بعد خلیفہ کے تقرر کا سوال آیا تو آپ نے فرمایا کہ ''اگر ابوعبیدہ کی زندگی میں میرا وقت آگیا تو مجھے کسی سے مشورے کی ضرورت نہیں، میں ان کو اپنے بعد خلیفہ بنانے کے لیے نامزد کر جاؤں گا۔ اگر اللہ تعالیٰ نے اس نامزدگی کے بارے میں مجھ سے پوچھا تو میں عرض کر سکوں گا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا تھا کہ ہر امت کا ایک امین ہوتا ہے، اور اس امت کے امین ابوعبیدہ ابن الجرّاح رضی اللہ عنہ ہیں (مسند احمد ص ۱۸) جب شام کے علاقے میں وہ تاریخی طاعون پھیلا جس سے ہزاروں افراد لقمۂ اجل بنے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کو ایک خط لکھا جس میں انہیں فوراً مدینہ آنے کی تاکید کی۔ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ اطاعت امیر کے ساری زندگی پابند رہے، لیکن اس خط کو دیکھتے ہی سمجھ گئے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ مجھے اس طاعون زدہ علاقے سے نکالنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ یہ خط پڑھ کر انہوں نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا: ''میں امیر المؤمنین کی ضرورت سمجھ گیا، وہ ایک ایسے شخص کو باقی رکھنا چاہتے ہیں جو باقی رہنے والا نہیں ہے۔ اور پھر اس خط کے جواب میں مدینہ آنے سے معذرت کی اور لکھا کہ امیر المؤمنین میں مسلمانوں کے ایسے لشکر کے درمیان بیٹھا ہوں جس کے لیے میں اپنے دل میں اعراض کا کوئی جذبہ نہیں پاتا۔ لہٰذا میں ان لوگوں کو چھوڑ کر اس وقت تک آنا نہیں چاہتا جب تک اللہ تعالیٰ میرے اور ان کے بارے میں اپنی تقدیر کا

حتمی فیصلہ نہیں فرما دیتا۔ لہٰذا مجھے اپنے اس تاکیدی حکم سے معاف فرما دیجئے اور اپنے لشکر ہی میں رہنے دیجئے۔ حضرت عمرؓ نے خط پڑھا تو آنکھوں میں آنسو گئے۔ جو لوگ پاس بیٹھے تھے وہ جانتے تھے کہ خط شام سے آیا ہے۔ حضرت عمرؓ کو آبدیدہ دیکھ کر انہوں نے پوچھا: کیا ابوعبیدہؓ کی وفات ہوگئی؟ حضرت عمرؓ نے فرمایا: ''ہوئی تو نہیں لیکن ایسا لگتا ہے کہ ہونے والی ہے''۔ اس کے بعد حضرت عمرؓ نے دوسرا خط لکھا۔ سلام کے بعد لکھا: ''آپ نے لوگوں کو ایسی زمین میں رکھا ہوا ہے جو نشیب میں ہے۔ اب انہیں کسی بلند جگہ پر لے جایئے جس کی ہوا صاف ستھری ہو''۔ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ فرماتے ہیں کہ جب یہ خط حضرت ابوعبیدہؓ تک پہنچا تو انہوں نے مجھے بلا کر فرمایا کہ امیرالمؤمنین کا یہ خط آیا ہے، اب آپ ایسی جگہ تلاش کیجئے جہاں لشکر کو لے جاکر ٹھہرایا جاسکے۔ میں جگہ کی تلاش میں نکلنے کے لیے پہلے گھر پہنچا تو دیکھا کہ میری اہلیہ طاعون میں مبتلا ہوچکی ہیں۔ میں نے واپس آکر حضرت ابوعبیدہؓ کو بتایا۔ اس پر انہوں نے خود تلاش میں جانے کا ارادہ کیا اور اپنے اونٹ پر کجاوہ کسوایا، ابھی آپ نے اس کی رکاب میں پاؤں رکھا ہی تھا کہ آپ پر بھی طاعون کا حملہ ہوگیا اور اسی طاعون کے مرض سے آپ نے ۱۸ھ میں وفات پائی۔ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ و ارضاہ.

خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

چیچہ وطنی میں چوتھے مرکزِ احرار ''مسجدِ ختم نبوت'' کا قیام

رحمٰن سٹی ہاؤسنگ سکیم اوکانوالہ روڈ چیچہ وطنی میں مسجد ختم نبوت کے لیے ایک کنال جگہ رحمٰن سٹی کے منتظمین نے دارالعلوم ختم نبوت (رجسٹرڈ) چیچہ وطنی کو عطیہ کی ہے جس کا سنگِ بنیاد 10 مئی 2006ء کو قائدِ احرار سید عطاء المہیمن بخاری نے رکھا۔ مسجد و سنٹر کی جگہ سے متصل ڈسپنسری لائبریری اور دفتری ضروریات کے لیے جماعت نے پانچ مرلے کا پلاٹ خریدا ہے جس کی ادائیگی ان شاء اللہ دسمبر 2006ء تک کرنی ہے۔ جملہ اہلِ خیر سے تعاون کی درخواست ہے۔

نوٹ: براہِ کرم رقم بھیجتے وقت مد کی صراحت ضرور فرمائیں

ترسیلِ زر اور رابطہ کے لیے

عبداللطیف خالد چیمہ دفتر مجلس احرار اسلام دارالعلوم ختم نبوت جامع مسجد چیچہ وطنی پاکستان
کرنٹ اکاؤنٹ نمبر: 1306 نیشنل بینک آف پاکستان جامع مسجد بازار چیچہ وطنی بنام دارالعلوم ختم نبوت

فون نمبر: 040-5482253 موبائل: 0300-6939453

منجانب: تحریک تحفظ ختم نبوت (شعبۂ تبلیغ) مجلس احرار اسلام جامع مسجد بلاک نمبر 12 چیچہ وطنی